ISLAMIC FIQH ACADEMY INDIA
اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

# تینتیسواں فقہی سمینار

منعقدہ: ۶-۸/ جمادی الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۹-۱۱/ نومبر ۲۰۲۴ء، جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالاساتھ، سیتامڑھی، بہار

- ☆ علاج ومعالجہ میں کمیشن اور مقررہ تاریخ ختم ہونے کے بعد دواؤں کی فروختگی
- ☆ تعلیمی ودعوتی کاموں کے لئے انٹرنیٹ سے استفادہ
- ☆ موجودہ دور میں فسق سے مراد اور اس پر مرتب ہونے والے احکام
- ☆ مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ
- ☆ خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**سوالنامہ (۱):**

# علاج ومعالجہ میں کمیشن اور مقررہ تاریخ (Expiry Date) ختم ہونے کے بعد دواؤں کی فروختگی

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے اپنے سیمناروں میں طبی امور سے متعلق مختلف موضوعات ومسائل پر مذاکروں کا اہتمام کیا ہے، اورآئندہ ۳۳ویں فقہی سیمنار کے لیے طب سے متعلق دو مسائل کو مذاکرہ کے لئے طے کیا ہے، جسے دو محوروں میں پیش کیا جارہا ہے:

(۱) محور اول: علاج ومعالجہ میں مروج کمیشن کا نظام

(۲) محور دوم: مقررہ تاریخ (Expiry Date) ختم ہونے کے بعد دواؤں کی فروختگی

## محور اول: علاج ومعالجہ میں مروج کمیشن کا نظام

آج کل کمیشن کا رواج بہت بڑھ چکا ہے، افسوس یہ ہے کہ ضروریات زندگی میں بھی لوگوں نے اس کو اپنا رکھا ہے، جس کے نتیجے میں ضرورت مندوں پر بسا اوقات بڑا بوجھ پڑ جاتا ہے، اور کم مصارف سے حاصل ہونے والی اشیاء کے لئے اتنے مصارف ادا کرنے پڑتے ہیں، جو حقیقی اخراجات سے زیادہ بلکہ کہیں زیادہ ہوتے ہیں، اس طرح طبی ادارے اور افراد اپنے لیے آمدنی بڑھاتے ہیں اور ضرورت مندوں کو مشکلات میں ڈالتے ہیں، اس پس منظر میں درج ذیل سوالات پیش خدمت ہیں:

۱- مریض اور علاج کے ضرورتمندوں کو متعین جگہوں، دوکان و لیباریٹری وغیرہ سے دوا لینے اور ٹیسٹ و چیک اپ کا پابند بنانا، اس وجہ سے کہ وہاں کی دوا یا چیک اپ زیادہ قابل اعتماد ہے، اس کا کیا حکم ہوگا؟ جبکہ خود اپنا کوئی فائدہ مقصود نہ ہو؛ بلکہ مریض ہی کی مصلحت پیش نظر ہو؛ اگرچہ دوا کی قیمت اور ٹیسٹ وغیرہ کی فیس دوسری جگہوں سے کسی قدر زیادہ ہو۔

۲- اپنی مصلحت سے متعین میڈیکل اسٹور سے دوا لینے یا لیباریٹری سے ٹیسٹ کرانے کا پابند بنانا کیسا ہے؟ اپنی مصلحت سے مراد یہ ہے کہ وہاں سے خود مادی فوائد حاصل کیا جاتا ہے؛ خواہ وہ مفت دواؤں کی شکل میں ہو یا نقد کی شکل میں بطور کمیشن ہو، یا کسی اور قیمتی تحفہ کی شکل میں۔

۳- اگر میڈیکل اسٹور، پیتھ لوجی لیب اور ڈاکٹر کے درمیان کمیشن کا کوئی طے شدہ معاملہ نہ ہو، لیکن وہ از خود بغیر کسی نظام وحساب کے آنے والے خریداروں کے اعتبار سے ہر بھیجنے والے ڈاکٹر اور اسپتال کو کچھ دیں، اور میڈیکل لائن میں اس کا عرف ہو تو کیا حکم ہے؟

۴- ڈاکٹر کے ذریعہ کسی معتبر ادارے کی ٹیسٹ وغیرہ کی رپورٹ لانے پر رپورٹ کو رد کر دینا، جبکہ وہ ادارہ ڈاکٹر کا متعین کردہ نہ ہو، حالانکہ معیاری اور معتبر ہو، اور اپنی مقرر کردہ جگہ کا دوبارہ ٹیسٹ کا مکلّف بنانا کیسا ہے؛ جبکہ اس کی وجہ سے مریض زیر بار

ہوتا ہے؟

۵- مریضوں کا کئی ٹیسٹ کرانا یا کئی کئی دوائیں لکھنا یا بلاضرورت ٹیسٹ لکھنا جبکہ ضرورت ایک دو ٹیسٹ یا ایک دو دواؤں کی ہو، تاکہ زیادہ سے زیادہ کمیشن حاصل ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

۶- ادھر چند سالوں سے حکومت ہند کی طرف سے میڈیکل ویزا کی سہولت دینے کی وجہ سے دوسرے ملکوں کے مریض بڑی تعداد میں ہندستان آرہے ہیں، جہاں انہیں مترجم ومیڈیٹر کی ضرورت پڑتی ہے، یہ مترجم اپنی پسند کے ڈاکٹر اور لیب اور دوا کی دکانوں سے دوا اور علاج ومعالجہ کراتے ہیں اور دونوں طرف (مریض اور ہسپتال، لیبارٹیز اور دوا کی دکانوں) سے محنتانہ وکمیشن حاصل کرتے ہیں، البتہ دوا وعلاج کی قیمت میں اس کمیشن کی وجہ سے کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے، ان صورتوں کا کیا حکم ہے؟

**محور دوم**: ایکسپائری تاریخ کے بعد دوا یا کسی اور سامان کی فروخت

آج کل دواؤں نیز دیگر بہت سی اشیاء میں ظنی معلومات کی بنیاد پر ایک تاریخ درج کی جاتی ہے کہ اس تاریخ تک استعمال کیا جائے، اس کے بعد نہیں، اور دواؤں میں بسا اوقات یہ تحریر ہوتا ہے کہ مقررہ تاریخ کے بعد ان کا استعمال مضر ثابت ہوسکتا ہے، مگر بعض تجار اس کے بعد بھی ان دواؤں کو فروخت کیا کرتے ہیں، اس پس منظر میں درج ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں:

۱- دواؤں کے استعمال کے لیے مقررہ تاریخ کے بعد کسی دوا کے فروخت کرنے کا کیا حکم ہوگا؟

۲- اگر ایسی اشیاء کو بتائے بغیر بیچ دیا جائے تو کیا یہ ''غش'' میں داخل ہوگا اور حدیث ''من غشّنا فلیس منا'' کے دائرہ میں آجائے گا؟

۳- ایسی دواؤں اور چیزوں کو فروخت کرکے حاصل ہونے والی آمدنی اور منافع کا کیا حکم ہوگا؟

۴- کیا دواؤں ودیگر کھانے پینے کی اشیاء میں ایسی صورت میں حکم کا کوئی فرق ہوگا؟

۵- اگر ایسی دوا یا اشیاء کے استعمال کے بعد کوئی نقصان سامنے آئے تو کیا اس نقصان کی ذمہ داری فروخت کنندہ پر ہوگی اور نقصان کا ضمان اس کے ذمہ ہوگا؟

۶- مقررہ تاریخ ختم ہونے کے بعد Expiry Date بتا کر کم قیمت پر دواؤں یا کھانے پینے کی اشیاء کو فروخت کرنا کیسا ہے؟

☆☆☆

**سوالنامہ(۲):**

# تعلیمی ودعوتی کاموں کے لئے انٹرنیٹ سے استفادہ

اسلامک فقہ اکیڈمی کے بارہویں سمینار منعقدہ فروری ۲۰۰۰ء جامعہ اسلامیہ بستی میں انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ پر بحث ہوچکی ہے، جس میں اصل موضوع ٹی وی چینلس کے استعمال کا تھا، جس کو شرکاء کی غالب اکثریت نے جائز قرار دیا تھا۔ آج کل الکٹرانک ذرائع کے استعمال میں وسعت ہوگئی ہے، یہ استعمال جائز چیزوں میں بھی ہے اور ناجائز چیزوں میں بھی، فرق یہ ہے کہ ٹی وی چینل پر ناظرین کا قابو نہیں ہوتا اور اس کو قائم کرنے میں بھی کثیر سرمایہ مطلوب ہے؛ اس لئے اب تک ہندوستان میں مسلمانوں کا کوئی ٹی وی چینل نہیں ہوسکا؛ لیکن انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے آج کل بہت سے ایسے الیکٹرانک ذرائع وجود میں آچکے ہیں، جن کو انسان اپنی ضرورت وپسند کے مطابق استعمال کرسکتا ہے اور یہ معاشی اعتبار سے بھی افراد اور اداروں کی استطاعت کے دائرہ میں ہے، اس پس منظر میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

۱۔ کیا ڈیجیٹل تصویر کا حکم بھی وہی ہے جو کاغذ یا کسی اور چیز پر نقش کی ہوئی تصویر کا ہوتا ہے، یا یہ عکس کی طرح ہے اور تصویر کی فقہی تعریف کے دائرہ میں نہیں آتا؟

۲۔ تعلیم انسان کی بنیادی ضرورت ہے، آج کل بہت سے اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں بچوں کو اسکرین پر ریکارڈ شدہ مواد ویڈیو کی شکل میں پڑھایا جاتا ہے، جس میں آدمی، جانور اور اشیاء کی تصویریں ہوتی ہیں، کیا تعلیم کے لئے اس ذریعہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے؟

۳۔ دینی، دعوتی اور تعلیمی پروگرام کو انٹرنیٹ کے ذریعہ نشر کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کا کیا حکم ہے؛ کیوں کہ اس میں بولنے والے کی اور اس کے پورے ماحول کی صورت بھی منتقل کی جاتی ہے، بالخصوص تعلیم میں اگر صرف ریکارڈ سنایا جائے تو طالب علم پر وہ اثر نہیں ہوتا جو استاذ کو دیکھنے اور اس کے اشارات اور چہرہ کے نقوش کو دیکھ کر حاصل ہوتا ہے، تو کیا تعلیم کے لئے انٹرنیٹ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

۴۔ کیا دعوتی مقصد کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال ہوسکتا ہے، جب کہ باطل تحریکیں جیسے: قادیانی اور ملحدین وغیرہ اپنے مخالف اسلام نظریات کی اشاعت اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اپنے فاسد نظریات پہنچانے کے لئے اس کا استعمال کررہی ہیں، اور آج مسلمانوں کا بھی ایک بڑا طبقہ ان ہی ذرائع سے علم وآگاہی حاصل کرنے کا عادی ہوچکا ہے، اور جب اس کو صحیح اور معتبر مواد نہیں ملتا تو اسلام کے نام سے جو بھی غیر مستند معلومات نشر ہوتی ہیں، وہ ان کو دیکھتا اور ان سے متأثر ہوتا ہے۔

۵۔ کیا انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی پروگرام کو ویڈیو کی شکل میں محفوظ کرنا؛ تاکہ ضرورت مندوں کو بھیجا جاسکتے، یا وقت ضرورت اس کو استعمال کیا جاسکے اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے، درست ہے؟

۶۔ کورونا کے بعد بہت سی انتظامی، تجارتی اور دینی میٹنگیں Zoom اور Google Meet پر ہورہی ہیں، جس میں تمام شرکاء

اسکرین پر موجود ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو براہ راست دیکھتے اور سنتے ہیں، نیز اس کی پوری کارروائی کو محفوظ اور ریکارڈ بھی کیا جاسکتا ہے، اس کا کیا حکم ہوگا؟ کیا یہ ویڈیو گرافی کے زمرے میں آئے گا؟

۷۔ جب پروگرام اور ویڈیو نشر ہو رہا ہوتا ہے تو درمیان میں ایسے اشتہارات بھی آتے ہیں، جو دینی اور تہذیبی اعتبار سے ناقابل قبول ہوتے ہیں، یا ایسی چیزوں کے اشتہارات ہوتے ہیں، جو شرعی اعتبار سے ممنوع ہیں، جب کہ ان اشتہارات میں ویڈیو بنانے والے کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا؛ بلکہ نشر واشاعت کے ادارہ کی طرف سے نشر ہوتا ہے، تو اس کا حکم پر کیا اثر پڑے گا؟

۸۔ آج کل بسا اوقات ٹی وی اسکرین لگائے جاتے ہیں؛ تاکہ دور تک موجود سامعین اسٹیج کو دیکھ سکیں اور پروگرام سننے میں ان کو یکسوئی ہو، تو اس کا کیا حکم ہے؟

۹۔ اس طرح کے اسکرین جلسہ گاہ کے ان حصوں میں بھی استعمال کئے جاتے ہیں، جہاں خواتین کی نشست ہوتی ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

۱۰۔ جو تصویر کسی چیز پر نقش ہو، اور دائمی طور پر برقرار ہو، اس کی ممانعت پر علماء امت کا اتفاق ہے؛ لیکن اگر اسی نوعیت کی تصویر والی شئی کے استعمال میں تصویر مقصود نہ ہو؛ بلکہ خود وہ شئی مقصود ہو، یا تصویر والی اشیاء تصویر کے لئے نہیں؛ بلکہ ضرورت کی چیز ہونے کی وجہ سے خریدی جائے، جیسے: اخبارات اور طب ولغت وغیرہ کی کتابیں، تو ایسی اشیاء کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہوگا؟

☆☆☆

## سوالنامہ (۳)

# موجودہ دور میں فسق سے مراد اور اس پر مرتب ہونے والے احکام

فقہ کے بہت سارے احکام عادل ہونے یا فاسق نہ ہونے سے متعلق ہیں، نماز میں فاسق کی اقتداء کو فقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے، یہاں تک کہ بعض فقہاء جیسے حنابلہ کے یہاں فاسق امام کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز واجب الاعادہ ہے، امامت کبریٰ کے لئے بھی جمہور کے نزدیک ضروری ہے کہ وہ شخص فاسق نہ ہو، ائمہ حدیث کے نزدیک فاسق کی روایت معتبر نہیں، فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ گواہ کا عادل یا غیر فاسق ہونا ضروری ہے، اگر کوئی فاسق شخص فتویٰ دے تو فتویٰ قابل قبول نہیں؛ کیوں کہ فتویٰ حکم شرعی کے بارے میں خبر دینا ہے اور فاسق کی خبر غیر معتبر ہے، فاسق نکاح کی ولایت سے محروم ہو جاتا ہے، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نکاح میں ولی کی شمولیت ضروری ہے؛ لیکن اگر ولی فاسق ہو تو بہت سے فقہاء شوافع و حنابلہ کے نزدیک اس کی ولایت میں نکاح نہیں ہو سکتا، غرضیکہ بہت سے احکام میں عادل اور فاسق کے حکم میں فرق کیا گیا ہے۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قرآن و حدیث میں فسق کی کوئی واضح تعریف نہیں کی گئی ہے، فقہاء نے شریعت کے احکام و مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے، موجودہ دور میں بعض منکرات کا بہت غلبہ ہے، جیسے محلوق اللحیہ ہونا، پنج وقتہ نماز کا پابند نہ ہونا، حج فرض ہونے کے باوجود حج کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لینا، گھر کی خواتین سے پردہ کا اہتمام نہیں کرانا، اسی طرح کسب معاش کی بھی بعض ایسی صورتیں ہیں جو ہیں تو گناہ؛ لیکن ان کو گناہ نہیں سمجھا جاتا ہے، جیسے: اپنی دکان سے باہر فٹ پاتھ اور سڑک جو صاحب دوکان کی ملکیت نہیں ہے، عوام کے فائدہ کے لئے ہے، اس کو ذاتی ملکیت کی طرح استعمال کرنا، یہاں تک کہ اپنی دکان یا مکان کے سامنے فٹ پاتھ اور سڑک پر دکانیں لگوا کر اس کا کرایہ وصول کرنا وغیرہ، ایسی صورت میں یہ مسئلہ بڑا اہم ہے کہ موجودہ دور میں فسق کا معیار کیا ہوگا؟ اس پس منظر میں درج ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں:

۱۔ کیا فسق کی ایک متعین تعریف ہے، یا یہ ہر زمانہ کے عرف اور اخلاقی حالات پر موقوف ہیں؟

۲۔ موجودہ حالات میں عبادات، معاملات وغیرہ میں فسق پر کیا احکام مرتب ہو سکتے ہیں؟

۳۔ جو لوگ داڑھی نہیں رکھتے ہوں؛ لیکن نماز روزہ کے پابند ہوں، کیا رؤیت ہلال کے سلسلہ میں یا اختلافی معاملات میں ان کی شہادت قبول کی جا سکتی ہے؟

۴۔ عام طور پر ایسے لوگوں کو بھی مساجد کا یا مذہبی اداروں اور تنظیموں کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے، جو قدیم فقہاء کے بیان کے مطابق وجوہ فسق سے خالی نہیں ہوتے ہیں، تو کیا ان کا حکم ان اداروں کے خادمین یا تنظیم کے افراد کے لئے واجب الاطاعۃ ہوگا؟

۵۔ فسق فی العقیدہ سے کیا مراد ہے اور جو لوگ اعتقادی اعتبار سے فاسق ہوں، ان کے لئے کیا احکام ہیں؟

۶۔ اگر فاسق شخص زبان سے توبہ کر لے؛ لیکن وہ ابھی اس توبہ کے مطابق عمل پیرا نہیں ہوا ہے تو کیا اس کی توبہ دنیوی احکام کے اعتبار سے قابل قبول ہوگی؟

۷۔ بعض مسائل میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، جیسے: بعض عرب ملکوں میں داڑھی کو سنن عادیہ میں شمار کیا جاتا ہے اور بہت سے اہل علم اس کے قائل ہیں، اسی طرح بہت سے اہل علم داڑھی میں کسی خاص مقدار کو ضروری نہیں سمجھتے ہیں، اور ان کا یہی مسلک ہے، اگر وہ داڑھی نہیں رکھیں یا بہت چھوٹی رکھیں تو کیا ان کو فاسق سمجھا جائے گا؟

سوالنامہ (۴)

# مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ، تعارف

مصنوعی ذہانت Artificial Intelligence اس وقت زندگی کے مختلف میدانوں میں استعمال ہونے والی ایک اہم ٹکنالوجی ہے ، یوں تو اس ٹکنالوجی کا استعمال زندگی کے متعدد کاموں میں ایک عرصہ سے ہورہا ہے، مثال کے طور گیس سلنڈر بک کرانے یا ٹال فری نمبر پر کسی خدمت کے لئے رابطہ کرنے میں اسی مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر مشین انسان کو قدم بہ قدم رہنمائی کررہی ہوتی ہے، اس سے آگے بڑھ کر دیکھا جائے تو واشنگ مشین، برتن دھونے کی مشین اور کیلکیو لیٹر کے ذریعہ حسابات جیسی چیزوں میں اس ٹکنالوجی کا استعمال عام انسانوں کی زندگی میں داخل ہے؛ لیکن اب مشہور کمپنی مائیکروسافٹ کے ذریعہ ) Open AI مفت مصنوعی ذہانت ٹکنالوجی ) کے تحت Chat GPT آجانے کے بعد اس ٹکنالوجی کے تعلق سے مصنوعی ذہانت کے فوائد اور نقصانات پر ایک بحث شروع ہوگئی ہے، نئی نسل بڑی سرعت کے ساتھ ChatGPT کا استعمال کررہی ہے، اور تعلیم ومعیشت جیسے میدانوں میں اس کے فوائد کے ساتھ تلبیس اور تزویر نیز مجرمانہ سرگرمیوں اور نفرت وعداوت کی اشاعت میں اس کا خطرناک استعمال ہونے لگا ہے، مصنوعی ذہانت کی ٹکنالوجی کا ایک معروف ٹول یعنی آلہ Chat GPT ہے، یہ انٹرنیٹ پر مفت استعمال کے لئے بھی دستیاب ہے، اور سالانہ فیس کے ساتھ اس کی جدید ترین سہولیات استعمال کی جاسکتی ہیں، Chat GPT کا استعمال اس طرح ہوتا ہے کہ آپ اس اپلی کیشن پر جو سوال تحریر کریں گے، وہ ایک تعلیم یافتہ انسان کی مانند آپ کے سوال کا جواب بہت مرتب انداز میں سیکنڈوں میں تحریر کردے گا، یہ سوال وجواب آپ کسی زبان بشمول عربی اور اردو میں بھی کرسکتے ہیں اس سے آپ دین اور دنیا کے کسی موضوع پر جواب اور تحریر طلب کرسکتے ہیں۔

یہ تحریر آپ اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق مختصر یا بہت مفصل مثلاً کسی رسالہ اور کتاب کی شکل میں بھی طلب کرسکتے ہیں جو چند لمحوں میں آپ کو فراہم کردے گا، اس اپلی کیشن کو آپ کسی رسالہ یا کتاب کا خلاصہ پیش کرنے کے لئے دیں، یا کسی موضوع پر اس سے آپ مشورے طلب کریں، یا کسی موضوع پر گفتگو کے لئے کچھ نکات طلب کریں تو یہ جوابات بھی سیکنڈوں میں آپ کی طلب کردہ زبان میں تحریری طور پر فراہم کردے گا، یہ تحریریں علمی انداز میں اور بہت مرتب شکل میں ہوتی ہیں، البتہ ان کے ساتھ کوئی حوالہ اور اقتباس نہیں ہوتا ہے، ماہرین یہ بتاتے ہیں کہ اس اپلی کیشن کے ذریعہ آنے والی تحریر دراصل انٹرنیٹ پر پھیلی لاکھوں کڑوروں تحریروں کی روشنی میں تیار ہوتی ہے؛ لیکن کسی خاص تحریر کی ہو بہو کاپی نہیں ہوتی ہے، اس اپلی کیشن سے آپ اپنی گفتگو کے لئے پاور پوائنٹ پرزینٹیشن بھی تیار کراسکتے ہیں، اس سے آپ کسی موضوع پر آپ کی پسند کے مواد پر مشتمل ویڈیو بھی تیار کراسکتے ہیں، کوئی نقشہ اپنے منشا مطابق بنواسکتے ہیں، امتحان کا سوالنامہ اپنے نہج پر تیار کراسکتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت کا استعمال اب معیشت وتجارت، قانونی صلاح، اور طب وعلاج کے میدان میں بڑے پیمانہ پر ہونے کے امکانات ہیں، اور ترقی یافتہ علاقوں میں استعمال شروع بھی ہو چکا ہے، اسی مصنوعی ذہانت کی ایک شکل روبوٹ ہے، جسے کسی انسانی شکل، یا کسی دوسری شکل یا کسی باکس اور ڈبہ وغیرہ کی شکل میں رکھ کر اس سے انسانی کام لئے جاسکتے ہیں، جنگوں میں بغیر پائلٹ کے جہاز اسی AI کے ذریعہ کامیابی کے ساتھ استعمال ہورہے ہیں، اسپتالوں اور ہوٹلوں میں روبوٹ کے ذریعہ اہم خدمات اور مشورے فراہم کئے جارہے ہیں، اسکول میں روبوٹ کے ذریعہ انسانی انداز سے کلاسز لی جارہی ہیں۔ مصنوعی ذہانت کے ذریعہ آئندہ کے امکانات کی پیش قیاسی کی جاسکتی ہے، جیسے

موسمیات، قدرتی آفات، ٹریفک کی معلومات، راستوں کی رہنمائی وغیرہ۔

مصنوعی ذہانت کے بڑھتے استعمال سے جہاں ایک طرف بہت سے فوائد کی توقع کی جارہی ہے، جیسے: یہ کہ وقت اور وسائل کی بچت ہوگی، معلومات کے حصول، تجزیہ اور اشاعت کی زبردست آسانی ہوگی، ہر فرد کے لئے معلومات اور مشورے دستیاب ہوں گے، کاروبار اور معیشت میں اچھی پلاننگ ہوگی، تعلیم کے میدان میں معلومات، اور وسائل اور تفہیم کی سہولت ہوگی، وہیں مصنوعی ذہانت کے نقصانات پر تشویش اور اندیشوں کا بھی اظہار کیا جارہا ہے۔ کہا جارہا ہے کہ اس سے بڑے پیمانہ پر لوگوں کی نوکریاں ختم ہوجائیں گی، یہ بھی اندیشہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کبھی خود انسان کے کنٹرول سے باہر ہوجائے اور انسانیت کے لئے باعث تباہی بننے لگے، تعلیم اور تربیت کے میدان میں افراد سازی کا نقصان ہوگا، دھوکہ اور فراڈ اس کے ذریعہ بہت بڑھ سکتا ہے؛ بلکہ اس کی شکلیں سامنے آنے لگی ہیں، یہ بات ممکن ہے کہ میری آواز میں کوئی ایسی بات، جملہ اور گفتگو تیار کردی جائے جو میں نے کبھی نہیں کہی ہے، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی ویڈیو میں مجھے کچھ ایسا عمل اور حرکت کرتے ہوئے دکھادیا جائے جو درحقیقت کبھی میں نے نہیں کیا ہے، یہ آواز کی نقل نہیں ہوگی؛ بلکہ میری ہی آواز میں دوسری بات بولی جائے گی، یا میری ہی زبان اور اعضا کو ایسی حرکت اور تاثرات ظاہر کرتے دکھایا جائے گا جو درحقیقت میں نے نہیں کئے؛ یہ سب بآسانی ممکن ہوگیا ہے، ان پر روک لگانے کے لئے ابھی تک باضابطہ قانونی ضوابط اور پابندیاں نہیں طے ہوئی ہیں، کیونکہ ابھی اس کا سفر ابتدائی مرحلہ میں ہے، گو کہ رفتار بہت تیز ہے۔ اس پس منظر میں درج ذیل فقہی سوالات پر غور کی ضرورت محسوس ہوتی ہے

(۱) مصنوعی ذہانت اور OI کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیا اس طرح کی علمی اور معلوماتی سہولیات سے بڑھ چڑھ کر استفادہ کرنا چاہئے، یا اس بابت تحفظ رکھنا چاہئے؟

(۲) مصنوعی ذہانت کے استعمال میں تلبیس اور فراڈ کے بہت زیادہ امکانات ہیں، ساتھ ہی یہ وسائل زندگی کے لئے بہت سی آسانیاں اور افادیت بھی رکھتے ہیں، تعارفی گفتگو کو سامنے رکھ کر اس بات پر روشنی ڈالیں کہ مصنوعی ذہانت کے استعمال کے لئے کن اصول و ضوابط کی پابندی شرعا ضروری ہونی چاہئے؟

(۳) مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشن Chat GPT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی جانب صرف اس بنیاد پر منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا کیا درست کہلائے گا، کہ وہ تحریر اور کتاب متعلقہ شخص نے اپنے سوالات کے ذریعہ تیار کرائی ہے؟

(۴) کیا مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے کیا جاسکتا کہ مقرر کردہ نظام کے مطابق ہر وقت نماز پر خود بخود اذان انجام پاتی رہے؟

(۵) چونکہ فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی ناکہی ہوئی بات بولی جاسکتی تو کیا اب فون کی آواز شرعا معتبر مانی جاسکتی ہے؟ اور اس پر شرعی احکام مرتب ہوں گے؟

(۶) اگر کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہو تو کیا اس کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے؟

(۷) جو اساتذہ اور مصنفین یا علمی کام انجام دینے کی نوکری کرنے والے ملازمین ہیں، وہ اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی مثلا مضمون اور کتاب کی تیاری، ترجمہ، ٹائپنگ، تدریس کے لئے سبق کی پلاننگ، امتحان کے سوال نامہ کی تیاری، رپورٹ کی تیاری، مفصل تحریر کی تلخیص، قانونی صلاح مشورہ کی فراہمی، وغیرہ کام اگر Chat GPT کے ذریعہ کم وقت میں بہ آسانی پورا کرلیں، تو کیا وہ اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنے والے قرار دئے جائیں گے؟ اور ان کے لئے اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعا درست ہوگا؟

☆☆☆

## سوالنامہ (۵)

# خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

انسان کی تمام ضروریات ایک جگہ سے پوری نہیں ہوتی ہیں، بلکہ اس کو مختلف مقامات کا سفر کرنا پڑتا ہے، کسب معاش کی ذمہ داری چونکہ مردوں پر ہے، اس لیے ان کو سفر کی ضرورت زیادہ پیش آتی ہے؛ لیکن خواتین کو بھی بعض مواقع پر سفر کرنا پڑتا ہے، جس کا رواج زمانہ قدیم سے ہے، خود عہد نبوی میں بھی اس کی مثالیں مل جاتی ہیں، پہلے زمانہ میں اس کے لئے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ کا استعمال ہوتا تھا اور تجارتی قافلے اجتماعی شکل میں کوچ کرتے تھے، بہت سے لوگوں کی شمولیت سفر کے خطرات کو کم کر دیتی تھی اور جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کا ذریعہ بنتی تھی، موجودہ دور میں تیز رفتار سواریوں اور مشینی گاڑیوں کے وجود میں آنے کی وجہ سے اسفار میں اضافہ ہو گیا ہے، مرد بھی کثرت سے نکلتے ہیں، اور عورتیں بھی نکلتی ہیں، یہ سفر مختلف دور دراز کے مقامات کا بھی ہوتا ہے، اور قریبی مقامات کا بھی، عورتیں ڈرائیونگ میں مہارت کی وجہ سے بعض دفعہ تنہا گاڑی ڈرائیو کرتی ہیں، اور بعض دفعہ کوئی مرد بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے، اب تو حکومت کی طرف سے سرکاری محکمہ ٹرانسپورٹ میں عورتوں کو ملازمت کا خاص موقع دیا جا رہا ہے، وہ بسوں کی ڈرائیونگ کرتی ہیں، اور کنڈکٹر کی بھی ذمہ داری انجام دیتی ہیں۔

اسلام میں خواتین کو پردے اور اختلاط سے بچنے کا جو حکم دیا گیا ہے، ایسے مواقع پر اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ ان شرعی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گی، اس کا برعکس پہلو یہ بھی ہے کہ بعض عرب ملکوں میں اجنبی ڈرائیور کو بھی رکھنے کی اجازت دی گئی ہے، اور جب کوئی عورت تنہا اس کے ساتھ سفر کرتی ہے تو فتنہ کی نوبت زیادہ پیش آتی ہے، اس کے برخلاف اگر وہ تنہا گاڑی ڈرائیو کرتی ہے تو اس میں نامحرم اور اجنبی کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ نہیں ہوتا اور فتنہ کا بھی موقع کم ہو جاتا ہے، اس پس منظر میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

(۱) کیا کوئی عورت شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جا سکتی ہے؟ اس میں دو پہیوں والی گاڑی، کار، ٹیکسی، بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ کے احکام ایک ہی ہیں یا الگ الگ؟

(۲) اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور مذکورہ سواریوں میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو تو کیا اس کی اجازت ہے؟

(۳) بعض فقہاء کے نزدیک عورتوں کا قافلہ ہو تو ایک عورت اپنے محرم کے بغیر قافلہ میں شامل ہو سکتی ہے؛ کیونکہ قافلہ میں بہت سی خواتین کی موجودگی فتنہ کے اندیشہ کو کم کر دیتی ہے، کیا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں رکھا جا سکتا ہے؟

(۴) آج کل خواتین ہوائی جہاز کی پائلٹ بھی بن رہی ہیں، اور حکومتیں ان کو ترجیح دیتی ہیں، فلائٹ میں سیکورٹی بہت زیادہ ہوتی ہے، پائلٹ کی ہر چھوٹی بڑی حرکت کیمرے میں ریکارڈ ہوتی رہتی ہے؛ البتہ پائلٹ کے کیبن میں دو افراد ہوتے ہیں، دونوں کی بیٹھک میں فاصلہ بھی ہوتا ہے، اگر خاتون پائلٹ ہو تو ہو سکتا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت پائلٹ کیبن میں رہیں، تو کیا مسلمان خواتین اس ملازمت میں شامل ہو سکتی ہیں؟

(۵) ٹرینوں میں بھی بہ حیثیت ڈرائیور عورتوں کا تقرر کیا جا رہا ہے، تو کیا ان کے لئے ایسی ملازمت جائز ہے؟

(۶) ریلوے میں ایک شعبہ ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کا ہوتا ہے، اس میں بھی خواتین کو ملازمت دی جا رہی ہے، ظاہر ہے کہ ٹرین میں مسافرین کا ایک جم غفیر ہوتا ہے، اور ٹی ٹی وغیرہ کی حفاظت کے لئے سیکوریٹی گارڈ بھی ہوتے ہیں، یہ مرد اور عورتیں دونوں ہوتے

ہیں، اور عام طور پر مسلح ہوتے ہیں، کیا ایسی صورت میں عورت ٹی ٹی کا فریضہ انجام دے سکتی ہے؟

(۷) ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا اور ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے لئے بہت سی خاتون کارکن ہوتی ہیں، کیا اس شعبہ میں ان کا کام کرنا جائز ہے؟

☆☆☆

# تجاویز اور سفارشات:

اسلامک فقہ اکیڈمی کا 33 واں فقہی سمینار ملک کے شمال میں واقع ریاست بہار کے مشہور زرخیز، مردم خیز اور تاریخی ضلع سیتامڑھی کے ایک گاؤں بالاساتھ میں واقع جامعہ اسلامیہ قاسمیہ میں مورخہ 6-8/ جمادی الاول 1446ھ مطابق 9-11/ نومبر 2024ء کو منعقد ہوا، اس سمینار میں اندرون ملک سے تقریبا 300 / علماء، ارباب افتاء، دانشوران اور ماہرین فن کے علاوہ بیرون ملک سے بھی متعدد علماء خاص طور پر برطانیہ سے مولانا فاروق احمد قاسمی صاحب شریک ہوئے۔ اس سمینار میں پانچ اہم موضوعات زیر بحث لائے گئے اور بحث ومناقشہ کے بعد متفقہ طور پر فیصلے کئے گئے جو درج ذیل ہیں:

## تجاویز بابت علاج ومعالجہ میں کمیشن اور مقررہ تاریخ ختم ہونے کے بعد دواؤں کی فروختگی

۱- ڈاکٹر دوا کی تجویز اور لیباریٹری کے انتخاب میں مریض کی مصلحت کو پیش نظر رکھے، صرف اپنے ذاتی مفاد کی خاطر کسی مخصوص کمپنی یا میڈیکل اسٹور سے دوا لینے یا معین لیباریٹری یا جانچ سنٹر سے ٹسٹ کرانے کا پابند بنانا جائز نہیں ہے۔

۲- دوا یا ٹسٹ پر مطالبہ یا شرط کے ساتھ ڈاکٹر کا کمیشن لینا جائز نہیں ہے، اور شرط یا مطالبہ کے بغیر بھی لے تب بھی جائز نہیں ہے، اگر لے لیا ہے تو صدقہ کردے۔

۳- کسی معتبر ادارے کے ٹسٹ وغیرہ کی رپورٹ محض اس وجہ سے مسترد کر دینا کہ وہ ادارہ اس ڈاکٹر کا متعین کردہ نہیں ہے، ظلم اور ناجائز ہے، ڈاکٹر کے لئے ایسا کرنا غیر انسانی وغیر اخلاقی عمل ہے۔

اسی طرح مریض سے بلاضرورت ٹیسٹ کرانا، یا اس کے لئے بلاضرورت دوائیں لکھنا بھی ظلم اور ناجائز ہے۔

۴- اس وقت میڈیکل ٹورزم ایک طبی ضرورت بن چکا ہے، اور صحیح علاج اور مناسب اسپتال تک رسائی کے لئے بسا اوقات میڈیٹر اور مترجم کی ضرورت پڑتی ہے، لہذا میڈیٹر کے لئے مریض کے فائدے کو پیش نظر رکھ کر ماہر ڈاکٹر اور معتبر ہاسپٹل کی رہنمائی اور محنت کرنے پر معروف ومروج محنتانہ لینا جائز ہے، لیکن کسی بھی صورت میں مریض کا استحصال اور اس کے ساتھ دھوکہ حرام ہے۔

۵- دواؤں کے استعمال کے لئے مقررہ تاریخ (Expiry Date) کے بعد اسی دوا کو فروخت کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

۶- مقررہ تاریخ کے بعد اگرچہ مضرت کے اعتبار سے دوا اور غذا میں فرق ہے، تب بھی دونوں سے احتیاط کرنا چاہئے، اور اشیاء خورد ونوش کے تعلق سے ہر ملک کے قانون کی رعایت کرنی چاہئے۔

۷- ایکسپائرڈ دوا یا غذا سے کوئی نقصان ہو تو فروخت کنندہ اس کا ضامن ہوگا۔

**ضروری ہدایات:**

(الف) ملک بھر سے آنے والے علماء وارباب افتاء کا یہ وقیع اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ علاج انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور خدمت ہے، اس کو خالص تجارت بنانے سے روکا جائے، علاج کو سستا کرنے کی کوشش کی جائے، اس جہت سے عوام پر جو ظلم ہو رہا ہے اس کا سد باب کیا جائے، اس سلسلہ میں جو ملکی قوانین موجود ہیں، ان کو سختی سے نافذ کیا جائے اور حسب ضرورت عوام کے مفاد میں نئے قوانین لائے جائیں۔

(ب) یہ اجلاس ڈاکٹروں سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ اللہ نے آپ کو ایک معزز پیشہ سے متعلق کیا ہے جو انسانی خدمت کے لحاظ سے بہت اہم ہے، اس لئے آپ مریضوں کے ساتھ ہمدردانہ اور خیر خواہانہ رویہ اختیار کریں، انہیں بے جا طریقے پر زیر بار نہ کیا جائے اور اس بات کا خیال رکھیں کہ شرعی حدود کے دائرہ میں رہتے ہوئے جو کمائی ہو، چاہے وہ کم ہو لیکن اس میں اللہ کی طرف سے برکت ہوتی ہے اور اس میں آخرت کی بھی بھلائی ہے۔

(ج) ہاسپیٹل علاج کا مرکز ہے، جو مریضوں کے لئے ایک جگہ ساری طبی ضرورتیں فراہم کرنے کی ذمہ داری ادا کرتا ہے، یہ ایک جائز ذریعہ معاش ہے اور شریعت میں ایسے کاموں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، اس لئے اسپتال مالکان کو چاہئے کہ اپنے پیشے کے انسانی پہلوؤں کو سامنے رکھیں، مریضوں کا استحصال جیسے غیر ضروری جانچ، متعین میڈیکل اسٹور سے دواؤں کی فراہمی، بیڈ کے حصول کے لئے زائد رقم وغیرہ کے مطالبہ سے بچیں، اور ایسی باتوں سے بچیں جو شرعاً جائز نہیں ہیں اور ظلم کے دائرہ میں آتی ہیں۔

(د) اسلامک فقہ اکیڈمی کا یہ سمینار امت مسلمہ سے اپیل کرتا ہے کہ بڑی تعداد میں ایسے اسپتال قائم کرنے کی کوشش کریں جن میں اسلامی اصول کی رعایت کرتے ہوئے مریضوں کا علاج کیا جائے۔ انہیں انسانیت کی بنیاد پر علاج ومعالجہ سے متعلق ہر ممکن سہولت فراہم کی جائے، اور اسے خدمت کے جذبہ سے کریں، خالص تجارت نہ بنائیں۔

## تجاویز بابت: تعلیمی ودعوتی کاموں کے لئے انٹرنیٹ سے استفادہ

آج مورخہ ۱۱رنومبر ۲۰۲۴ء کو تجویز کمیٹی نے تعلیمی ودعوتی کاموں کے لئے انٹرنیٹ سے استفادہ کے موضوع پر غور کرتے ہوئے درج ذیل تجاویز پر اتفاق کیا:

۱- جائز وصالح مقاصد کے لئے ڈیجیٹل تصاویر کے استعمال کی گنجائش ہے۔

۲- تعلیم جیسی بنیادی ضرورت کے لئے تعلیمی اداروں میں بچوں کو اسکرین پر ریکارڈ شدہ مواد ویڈیو کی شکل میں پیش کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ ویڈیو مخرب اخلاق نہ ہو۔

۳- دینی، دعوتی اور تعلیمی مقاصد کے لئے انٹرنیٹ سے استفادہ کی اجازت ہے، نیز امت مسلمہ کو باطل افکار ونظریات سے بچانے کی خاطر انٹرنیٹ پر ویڈیو کی شکل میں مستند ومفید معلومات نشر کرنا وقت کی ضرورت ہے، اور شرعاً جائز ہے۔

۴- انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی مفید وصالح پروگرام کو افادہ عام کی خاطر ویڈیو کی شکل میں محفوظ کرنا جائز ہوگا۔

۵- انتظامی، تجارتی اور دینی مفید میٹنگیں زوم اور گوگل میٹ وغیرہ پر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز اس کی پوری کارروائی کو محفوظ وریکارڈ کرنا جائز ہوگا۔

۶- انٹرنیٹ سے استفادہ کے دوران دینی اور تہذیبی اعتبار سے جو اشتہارات غیر شرعی اور غیر اخلاقی ہیں ان کو روکنے کی جو بھی تدبیر ہوسکتی ہے، اختیار کی جائے؛ خواہ اس کے لئے کوئی فیس ہی کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔

۷- کسی جائز پروگرام میں دور تک موجود سامعین کی یکسوئی کے ساتھ استفادہ کی خاطر ٹی وی اسکرین لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ خواہ سامعین مرد ہوں یا عورتیں۔

۸- تصویر والی شئ کے استعمال میں تصویر مقصود نہ ہو بلکہ خود وہ شئ مقصود ہو، نیز تصویر والی اشیاء تصویر کے لئے نہیں بلکہ ضرورت کی چیز ہونے کی وجہ سے خریدی جائیں تو اس کی اجازت ہوگی۔

۹- اشتہارات، بینر، ہورڈنگ وغیرہ پر تشہیر کے لئے جاندار کی تصاویر کی اشاعت جائز نہیں ہے۔ یہ حکم عمومی ہے، خاص کر دینی اداروں اور تنظیموں کو اس سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے۔

## تجاویز بابت: موجودہ دور میں فسق سے مراد اور اس پر مرتب ہونے والے احکام

فسق ایک خالص شرعی اصطلاح ہے، اور متعین طور پر کسی کو اس کا مصداق قرار دینے میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے، اس کے ثبوت کے لئے شرعی دلائل کی ضرورت ہوگی محض ظن وگمان کی بنیاد پر کسی کو فاسق قرار دینا درست نہیں ہے۔

۱- فسق کا اطلاق گناہ کبیرہ کے ارتکاب یا گناہ صغیرہ کے اصرار پر ہوتا ہے۔

۲- فاسق کی گواہی پر اگر قاضی کو اطمینان ہو تو رویت ہلال یا دیگر معاملات میں اس کی گواہی پر فیصلے کرسکتا ہے۔

۳- مذہبی اداروں اور تنظیموں کا ذمہ داران ہی لوگوں کو بنانا چاہئے جو دیندار اور پابند شرع ہوں؛ البتہ اگر کسی مصلحت کی وجہ سے کسی غیر دیندار (فاسق) شخص کو بنادیا جائے یا بزور طاقت از خود بن جائے تو جائز باتوں میں اس کی اطاعت کی جائے۔

۴- اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف کوئی عقیدہ رکھنا فسق فی العقیدہ ہے، اگر ایسے شخص کا عقیدہ کفر تک نہ پہنچا ہو بلکہ فسق تک محدود ہو اور اپنے موافقین کے لئے جھوٹ بولنے کو جائز نہ سمجھتا ہو تو اس کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے۔

۵- فاسق اپنے فسق سے توبہ کرے اور قاضی کو اس پر اطمینان ہو جائے تو اس کی گواہی پر فیصلہ کرسکتا ہے۔

٦- آپ ﷺ نے داڑھی رکھنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے، اس لئے کم از کم ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، اس کے باوجود اگر کچھ اہل علم اپنی تاویل و تحقیق کی بنیاد پر داڑھی کی کسی مقدار کو ضروری نہیں سمجھتے تو ان کو فاسق کہنے سے گریز کیا جائے۔

## تجاویز بابت: مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مصنوعی ذہانت جدید ایجادات میں سے ہے اور ابھی ارتقائی مراحل میں ہے، یہ کمپیوٹر سائنس کی ایک شاخ ہے، جس کے ذریعہ نہایت تیز رفتاری کے ساتھ ایسی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں، جن کے لئے انسان کو کافی سوچنا اور تحقیق کرنا ہوتا ہے، جدید ایجادات کے سلسلہ میں اسلام کا بنیادی تصور یہ ہے کہ جو چیز شریعت کے خلاف نہ ہو اور انسان کے لئے مضرت رساں بھی نہ ہو، اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، اور جو چیز شریعت کے خلاف ہو یا انسان کے لئے نقصان دہ ہو اس کا استعمال جائز نہیں، اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل تجاویز منظور کی جاتی ہیں:

١- مصنوعی ذہانت کا استعمال فی نفسہ مباح ہے، اگر اسے جائز امور میں استعمال کیا جائے تو کوئی حرج نہیں؛ البتہ شرعی اور قانونی حدود و قیود کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

٢- مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرنے میں درج ذیل شرطوں کا خیال رکھا جائے:

(الف) کسی غلط، فحش اور لایعنی چیز کی اشاعت کے لئے اس کا استعمال نہ ہو۔

(ب) تلبیس و تزویر سے مکمل اجتناب ہو، اور انصاف وسماجی و ماحولیاتی فوائد اور انسانی بہبود و ترقی میں معاون ہو۔

(ج) ملحدانہ مواد داخل (Feed) نہ کیا جائے۔

(د) قتل و قتال اور فساد کا باعث نہ ہو۔

(ہ) دیانت داری، رازداری کے خلاف نہ ہو۔

٣- اے آئی پر موجود معلومات مشترکہ علمی سرمایہ ہے۔ اس سے استفادہ کرتے ہوئے علمی لیاقت کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے میں اے آئی مثلاً Chat GPT سے تیار کردہ تحریر اور کتاب پر بہ حیثیت مرتب اپنا نام درج کرنے کی گنجائش ہے؛ نیز اگر کوئی اقتباس بعینہ اس سے نقل کیا گیا ہو تو اس کا حوالہ دینا اور ان معلومات کا حوالہ مذکور ہو تو ان کا تذکرہ کردینا ضروری ہے؛ البتہ اہل علم کو چاہئے کہ خاص طور پر دینی موضوعات پر لکھتے وقت صرف اس پر اعتماد نہ کریں بلکہ اصل مصادر سے رجوع کریں۔

٤- اذان صرف اعلان نہیں؛ بلکہ عبادت بھی ہے اور مشین عبادت کی اہل نہیں؛ اس لئے اذان کے لئے اے آئی کا استعمال جائز نہیں۔

٥- اے آئی کے ذریعہ فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی نہ کہی ہوئی بات بھی بولی جاسکتی ہے، اور اسی طرح آڈیو اور ویڈیو میں ایڈیٹنگ بھی کی جاسکتی ہے، لہٰذا فون کی آواز اور ویڈیو ریکارڈنگ کو قرینۂ ظنیہ کے طور پر مانا جائے گا اور اسی کے مطابق احکام مرتب ہوں گے۔

۶- اگر اساتذہ وعلمی کام کرنے والے اور ملازمت پیشہ افراد اے آئی سے استفادہ کرتے ہوئے اپنا فریضہ انجام دیں تو بھی اجرت کے مستحق ہوں گے؛ البتہ اگر اے آئی سے استفادہ نہ کرنے کی شرط لگا دی گئی ہو تو اس سے اجتناب لازم ہوگا۔

# تجاویز بابت: خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

اسلام نے خواتین کو عزت واحترام کا مقام عطا کیا ہے اور تقسیم کار کے اصول کے مطابق بنیادی طور پر گھریلو امور کی ذمہ داری خواتین پر اور بیرون خانہ کسب معاش وغیرہ کی ذمہ داری مردوں پر عائد کی ہے، اسی لئے شریعت کی نگاہ میں بلاضرورت خواتین کے لیے گھر سے باہر نکلنا پسندیدہ عمل نہیں ہے اور انہیں کسب معاش کے لئے مجبور کرنا بھی جائز نہیں ہے؛ لیکن خواتین کو بھی بعض مواقع پر مختلف ضروریات کے تحت گھر سے نکلنا اور سفر کرنا پڑتا ہے، ان پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

۱- حسب ضرورت خواتین کے لیے گھر سے نکلنا اور سفر کرنا درست ہے۔

۲- خواتین کے لیے جس طرح گھر سے باہر شرعی پردہ میں پیدل چلنا درست ہے اسی طرح شرعی حدود میں بوقت ضرورت اپنی گاڑی، اسکوٹی و کار چلانا بھی درست ہے۔

۳- اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور اسکوٹی اور کار میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو تو بوقت ضرورت خواتین کے لیے ڈرائیونگ کی گنجائش ہے۔

۴- اندیشۂ فتنہ، بے پردگی اور شرم وحیا کے خلاف ہونے کی وجہ سے اور سد ذرائع کو ملحوظ رکھتے ہوئے خواتین کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ مثلاً بس، لاری، ٹرین، جہاز وغیرہ کی ڈرائیونگ ممنوع ہے، اسی طرح خواتین کے لیے ٹی ٹی اور کنڈیکٹر کی ملازمت بھی ممنوع ہے۔

۵- اگر شرعی حدود وقیود کی رعایت ممکن ہو تو خواتین کے لیے ریلوے اور ہوائی جہاز کا ٹکٹ بنانے کی ملازمت کی گنجائش ہے ورنہ نہیں۔

☆☆☆